OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0121, PP: 255-271

مسئلہ تکفیر۔ امام ابن تیمیہؒ کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

The issue of Takfir-Analytical study of the thoughts of Imam Ibn Taymiyyah

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Dr. Hafiz Noman Ahmad
Lecturer, Govt. Islamia Graduate College, Gujranwala
Email: ahmadnuaman@gmail.com
https://orcid.org/0000-0003-2473-1521

Abstract

Takfir means to name a person Kafir because of his beliefs in the light of Islamic terminology. Nowadays, there are some militant Jihadist organizations in all over the world who have misinterpreted the Fatwas of Ibn-e-Taymiyyah (1263-1328) and have started to wreck the people and their properties violently. They carry out their armed activities in the name of Islamic Jihad against Muslim public and authorities, imposing the fatwa of disbelief (Kufr) on them, declaring them obligatory to kill. According to these movements the prevailing democratic system and governments in Muslim countries are representative of disbelief instead of Islamic system, therefore it is necessary to eliminate all those people who support this system and also this system through Jihad. In order to achieve these goals, they carry out armed operations against Muslims based on few Fatwas of Ibn-e-Taymiyyah, especially Mardin Fatwa, calling Muslims infidels and the political system a tyrant and do not even refrain from suicide attacks. So it's need of the hour to understand the real soul of Ibn-e-Taymiyyah's religion interpretations study to the core of his Fatwas regarding Takfir.

***Keywords**: Jihadist, Fatwa, Militant, Organizations, Takfir, Kufr, Violently.*

امام ابن تیمیہؒ کا مختصر تعارف:

امام ابن تیمیہؒ (661ھ۔728ھ)، عظیم الشان جہادی ادب کے حامل، ساتویں صدی ہجری کے مجدد اور ایک ایسی عہد ساز شخصیت ہیں جو صاحب قلم بھی ہیں اور صاحب سیف بھی۔ آپ بیک وقت بیسیوں متنوع علوم وفنون کے ماہر اور غیر معمولی و

عبقری صلاحیتوں کے مالک تھے۔آپ نے بہ نسبت دیگر ائمہ دین، مختصر ترین وقت میں اسلامی تہذیب و تشخص کے تحفظ، سماجی بہبود و معاشرتی اصلاح وفلاح، ہر سمت سے مسلمانوں پر حملہ آور اندرونی وبیرونی طاغوتی قوتوں کے مقابلے اور تاتاری فاتحین کے خلاف جو عملی اقدامات اٹھائے، تاریخ ان کی معترف نظر آتی ہے اور آپ کو اس حوالے سے یکتائے زمانہ قرار دیتی ہے۔آپ کی تحریکِ دعوت وجہاد کے زیر اثر دنیا بھر میں مختلف تحریکیں اور نامور شخصیات ابھر کر سامنے آئیں جنھوں نے علمی و عملی میدانوں میں آپ کے افکار و نظریات سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے لٹریچر میں ان کی نشرواشاعت کا خصوصی اہتمام بھی کیا۔آپ نے جہاد پر ایک گرانقدر علمی ذخیرہ چھوڑا ہے اور خود سلطان مصر وشام کے ہمراہ عملاً میدان قتال میں اتر کر تاتاریوں سے اور سرکاری فوج کے ہمراہ حکومتی رٹ چیلنج کرنے والے جرد وکسروان کے باطنی اسماعیلی فرقے سے جہاد وقتال کیا اور حکومتی عملداری کا قیام ممکن بنایا۔ آپ کی بے شمار خدمات کی وجہ سے آپ کی زندگی میں ہی آپ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا گیا۔

تحقیقی سوال:

ماضی قریب اور عصر حاضر میں عرب وعجم کی بعض شخصیات اور جہادی تحریکوں (جیسے داعش، القاعدۃ، تنظیم الجھاد، اور الشباب وغیرہ) کی جانب سے مختلف بلادِ اسلامیہ کی عوام وحکام، سیاسی نظام اور جمہوری حکومتوں کی تکفیر، اُنہیں واجب القتل قرار دینے اور اُن کے خلاف خروج وقتال کا رجحان پیدا ہوا ہے جبکہ اِن شخصیات و تحریکوں کے خلاف رد عمل شروع ہونے پر جن لوگوں کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا اور ہدفِ تنقید بنایا گیا اُنہی میں ایک نام امام ابن تیمیہؒ کا ہے کہ وہ ماضی اور عصر حاضر کی شدت پسند اور دہشت گرد شخصیات و تحریکوں کے ہیرو اور فکری رہنما ہیں اور انہی کے فتاویٰ و جہادی لٹریچر سے شدت پسندی ودہشت گردی، تکفیرِ مسلم، عوام وحکام کے خلاف خروج، مسلمانوں کو مرتد قرار دینے، خودکش وفدائی حملوں سمیت ذمیوں و مسلمانوں کو مباح الدم قرار دینے اور تشدد وسفاکیت جیسے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔اس مختصر مقالہ میں اس تحقیقی سوال کہ معاصر جہاد کی فکری بنیادوں میں مسئلہ تکفیر کے حوالے سے امام صاحب کے افکار و نظریات کا کوئی عمل دخل موجود ہے، کا جواب خود امام صاحب کے افکار و نظریات کی روشنی میں ہی دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

متذکرہ مسئلہ کی حساسیت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے متعدد محققین نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور امام صاحب کے تصورِ جہاد اور اس کے متعلقات اور مدعیانِ جہاد شخصیات اور تحریکوں کے افکار و کردار پر سیر حاصل و مفید بحث کی ہے، نیز اپنے فہم کے مطابق امام صاحب کے اقوال کو بطور دلیل اور حوالہ استعمال کیا ہے۔ جیسے Johannes J.G Jansen کی کتاب "The Neglected Duty" جو دراصل مصری جہادی رہنما عبدالسلام فرج کی کتاب "الفريضة الغائبة" کا انگریزی ترجمہ ہے، 1986ء میں نیو یارک سے شائع ہوئی۔ڈاکٹر عبدالمجید بن سالم کی "منهج ابن تيمية في مسألة التكفير" جو 1997ء میں سعودیہ سے شائع ہوئی۔ Marc Sageman کی "Understanding Terror Networks" جو فلاڈفیہ سے 2004 میں شائع ہوئی۔ڈاکٹر طاہر القادری کی "دہشت گردی اور فتنہ خوارج" جو 2010ء میں پاکستان سے شائع ہوئی۔ Fawaz A Gerges کی "The far enemy: why Jihad went global" جو امریکہ سے 2010ء میں شائع ہوئی۔ڈاکٹر حافظ محمد زبیر کی "عصر حاضر میں تکفیر، خروج، جہاد اور نفاذ شریعت کا منہج" جو 2013ء میں پاکستان سے شائع ہوئی۔ڈاکٹر ھانی نسیرۃ کی "متاهة الحاكمية أخطاء الجهاديين في فهم ابن تيمية" جو

بیروت سے 2015ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر محمد مشتاق ''جہاد، مزاحمت اور بغاوت'' جو 2016ء میں الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالا سے شائع ہوئی۔ نیز حکومت پاکستان کی جانب سے 2018ء میں اسلام آباد سے تمام وفاق المدارس اور سنی و شیعہ مکاتب ھائے فکر کے جید علماء کے متفقہ فتاویٰ کی روشنی میں تکفیر اور دہشت گردی کے خلاف ایک کتاب ''پیغامِ پاکستان'' بھی شائع ہو چکی ہے۔ شیخ صلاح الدین احمد مقبول کی کتاب ''دعوة شيخ الاسلام وأثرها على الحركات الاسلامية المعاصرة'' بھی شائع ہو چکی ہے۔ اور ان سب کے علاوہ کبار سعودی علماء ومفتیان کی فتویٰ کمیٹی ''اللجنة الدائمة للبحوث العلمية'' کے متعدد فتاویٰ بھی اسی ضمن میں شائع ہو چکے ہیں۔

منہج بحث:

متذکرہ صورتحال کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ امام صاحب کے فتاویٰ اور جہادی لٹریچر کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائلِ جہاد وقتال اور اُن کے اسباب وعلل کے حوالے سے امام صاحب کی علمی وفقہی آراء معلوم کی جائیں اور اُن کے افکار ونظریات کی روشنی میں بالخصوص، مسئلہ تکفیر کا مختصر جائزہ و تجزیہ پیش کیا جائے۔ لہٰذا اس تحقیقی مقالہ میں امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک جہاد کے متعلقات میں سے صرف ''مسئلہ تکفیر'' پر بحث کی جائیگی اور تکفیر کے مفہوم، تکفیر کی شروط، اصول تکفیر، موانع تکفیر، تکفیر کی بابت شرعی احکام اور ان سے ماخوذ ومستفاد قواعد وضوابط، مسلمانوں کی تکفیر پر امام صاحب کے ذاتی عمل، آیات تحکیم کی تفسیر، مسلم حکمرانوں کی تکفیر کی حقیقت، تکفیر کے عواقب ونتائج اور مسئلہ تکفیر میں احتیاط کے حوالے سے امام ابن تیمیہؒ کے نقطہ نظر کا جائزہ لیا جائیگا۔ جس کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائیگی کہ معاصر جہادی تحریکیں یا شدت پسند تنظیمیں امام صاحب کے زمانے میں ان کی جانب سے مختلف مواقع پر جاری کیئے گئے جن فتاویٰ (جیسے فتویٰ ماردین، فتویٰ طائفہ ممتنعہ، وضعی قوانین پر فتویٰ اور فتویٰ یستتاب ثلاثاً والا قتل وغیرہ) سے استدلال کرتے ہوئے مسلمانوں کی تکفیر کرتی ہیں، کیا واقعتاً موجودہ حالات کے تناظر میں اُن کا اطلاق کلمہ گو مسلمانوں پر کرنا ممکن ہے، یا پھر یہ تنظیمیں و تحریکیں محض اپنے مقاصد کے حصول اور ایجنڈے کی تکمیل کیلئے ایسا کر رہی ہیں۔

تکفیر کا مفہوم و تعارف:

تکفیر کا مطلب کسی خاص فرد یا افراد کو کافر جاننا ہے جبکہ کسی شخص کے عقائد و نظریات کی بنیاد پر اس کو کافر قرار دینا اسلامی اصطلاح میں ''تکفیر'' کہلاتا ہے۔ کسی انسان کا ہر اس چیز، قول اور فعل پر ایمان نہ لانا جس پر ایمان لانے کا حکم اللہ نے دیا ہو، کفر ہے، بشرطیکہ اس پر ایمان لانے کا حکم اس شخص تک پہنچا ہو، پھر خواہ وہ دلی طور پر ایمان نہ لائے یا حق کو جاننے کے بعد بھی اس کو قبول نہ کرے اور اس کا قولی یا عملی طور پر انکار کرے۔ اسے اعتقادی کفر کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی انسان اُس چیز، قول یا اُس فعل پر زبانی طور پر ایمان تو نہ لائے البتہ قرائن سے اس شخص کا دلی طور پر قبول حق معلوم ہو جائے، لیکن وہ کسی سبب سے اس کا اظہار واقرار نہ کرے، تو اسے ظاہری یا عملی کفر کہتے ہیں۔[1]

امام ابن تیمیہؒ کے ہاں کفر، کافر اور تکفیر کا مفہوم:

امام صاحب کے ہاں کفر اور تکفیر کی بیان کردہ تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت کے متواتر ومتفقہ امور اور معلوم ومعروف ضروریات دین کا انکار کرنا کفر ہے اور کفر عقل کی بجائے صرف شرعی دلائل سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ گویا شرعی طور پر کسی فرد کے متعلق کفر کا فتوی وہی دیگا جو علوم شرعیہ کا ماہر وحاذق ہو۔[2] جبکہ ''تکفیر'' ایسا حکم شرعی ہے جو کسی شخص کے مال

کے مباح ہونے، اُس کا خون بہانے (کی اجازت) اور اُس کے جہنم میں ابدیت کے حکم پر مبنی ہے۔[3]

امام ابن تیمیہؒ کے ہاں تکفیر کی شروط واصول (موانعِ تکفیر):

کلمہ گو مسلمان کو کسی پختہ دلیل کے بغیر کافر قرار نہیں دیا جاسکتا، اگر اس میں شرائطِ کفر پائی جائیں اور موانعاتِ کفر کی نفی ہو جائے تو وہ خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ان شرائط و موانعات کفر کی تفصیل امام صاحب نے اپنے فتاویٰ میں متعدد مقامات پر بیان کی ہے۔ مثلا:

وَأَمَّا إِذَا كَانَ يَعْلَمُ مَا يقُولُ فَإِنْ كَانَ مُخْتَارًا قَاصِدًا لِمَا يقُولُهُ فَهَذَا هُوَ الَّذِي يُعْتَبَرُ قَوْلُهُ۔[4]

بہر کیف جب کلمہ کفر کہنے والا اس بات کو جانتا ہو جو وہ کہہ رہا ہے، تو اگر جو کہہ رہا ہے اس میں وہ مختار اور قصد وارادہ رکھنے والا ہو، تو اس کا کفر، تکفیر کے لئے معتبر ہوگا۔

یوں اس قول سے امام صاحب کے نزدیک تکفیر کی پانچ بنیادی شروط واصول (یا موانعِ تکفیر) میں سے تین حسب ذیل قرار پاتی ہیں:

1۔ جہالت: جمہور فقہاء کی طرح امام صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں پہلی شرط یا اصول (يَعْلَمُ) بتایا ہے یعنی وہ شخص بات کو جانتا ہو کہ یہ کفر ہے، جاہل نہ ہو، کیونکہ جہالت مانع کفر ہے۔امام صاحب لکھتے ہیں:

---لكِنْ مِنْ النَّاسِ مَنْ يَكُونُ جَاهِلًا ---حَتَّى تَبْلُغَهُ الْحُجَّةُ النَّبَوِيَّةُ۔[5]

---تاہم کچھ لوگ اسلام کے بعض احکام کے بارے میں اس طرح کی ناواقفیت اور جہالت رکھ سکتے ہیں جو قابل عذر بن سکتی ہے۔اس لئے کسی فرد پر اس وقت تک کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، جب تک اس کو شریعت کا صحیح حکم بتا کر اس پر حجت قائم نہ کر دی جائے۔اللہ تعالیٰ کے فرمان: (لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ) اور اس فرمان: (وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا) کے تحت اگر کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہو اور اس کو علم نہ ہو کہ اس پر نماز فرض ہے یا شراب حرام ہے، نماز کی فرضیت اور شراب کی حرمت کے عدم اعتقاد کی وجہ سے اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس وقت تک اس کو سزا بھی نہیں دی جائے گی جب تک اس تک نبوی حجت نہ پہنچا دی جائے۔

2۔ اِکراہ وجبر: وہ شخص بات کرتے وقت مختار ہو، مجبور نہ ہو، کیونکہ اکراہ وجبر، تکفیر کے لئے مانع ہے۔یعنی جب کوئی شخص کلمہ کفر کہے یا کفریہ فعل کا مرتکب ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ کیا وہ کلمہ کفر کہنے پر قادر اور صاحب اختیار ہے؟ یا پھر وہ مجبور اور بے اختیار ہے؟ کیونکہ عجز واکراہ کی صورت میں اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔[6] ارشاد ربانی ہے:

(مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ)[7]

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔

3۔ خطاء وغلطی: جان بوجھ کر، عمداً وقصداً اگر کوئی کفریہ قول یا کفریہ فعل سرانجام دے تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، لیکن اگر غلطی سے وہ قول یا فعل سرزد ہوا تو کفر کا حکم نہیں لگے گا کیونکہ خطا پر پکڑ نہیں ہوتی، یہ بھی مانعِ کفر ہے۔[8] امام صاحب

فرماتے ہیں:

---وَإِنِّي أُقَرِّرُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ خَطَأَهَا --- لَا بِكُفْرٍ وَلَا بِفِسْقٍ وَلَا مَعْصِيَةٍ---[9]

---اور بلا شبہ میں اس بات کو برقرار رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خطاؤں کو معاف فرما دیا ہے اور یہ معافی زبانی خبری مسائل اور عملی مسائل کے لئے عام ہے، اور سلف ہمیشہ سے ان بہت سارے مسائل میں اختلاف کرتے چلے آرہے ہیں، اور ان میں سے کبھی کسی نے کسی دوسرے کی تکفیر کی نہ تفسیق اور نہ ہی ایک دوسرے پر معصیت و نافرمانی کا فتویٰ لگایا۔

4۔ عقل وبلوغ: غیر عاقل اور چھوٹا بچہ حکم تکفیر سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ مکلّف نہیں۔ اسی طرح مجنون، پاگل یا دیوانہ شخص اور وہ شخص جو اخذ علم سے عاجز اور عمل کی صلاحیت سے عاری ہے، کا عذر بھی قابل قبول ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

---والحجة على العباد إنما تقوم بشيئين ---أو العاجز عن العمل فلا أمر عليه ولا نهي---[10]

بندوں پر حجت دو چیزوں کے ساتھ قائم ہوتی ہے، جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کے بارے میں پوری طرح علم رکھتا ہو اور اس پر عمل کرنے پر قدرت بھی ہو۔ علم سے عاجز، مجنون کی طرح ہے اور عمل سے عاجز پر امر و نہی نہیں ہیں۔

5۔ تأویلِ فاسد: ایسی تاویل جو فاسد ہو اور ائمہ دین وسلف صالحین کی مخالفت پر مبنی ہو، تأویل کرنے والے کی مذمت کی جاسکتی ہے اور اسے گمراہ قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اس کی تکفیر نہیں کی جاسکتی جب تک اس پر اتمام حجت نہ کیا جائے اور اس کی جانب سے عناد وکینہ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب اور سبیل المؤمنین کی مخالفت ظاہر نہ ہو جائے۔ امام صاحب لکھتے ہیں:

أن المتأول الذي قصده متابعة الرسول ---فكثير من الناس كفر المخطئين فيها---[11]

بلا شبہ وہ متأول جو اپنی تاویل سے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کا مقصد رکھتا ہے، جب وہ اجتہاد کرے اور اس میں خطا کر جائے تو اس کی تکفیر کی جائے گی اور نہ ہی اسے فاسق قرار دیا جائے گا، جبکہ یہ بات لوگوں کے ہاں عملی مسائل میں مشہور ہے اور رہے وہ مسائل جن کا تعلق عقائد سے ہے تو بہت سارے لوگوں نے ان میں خطا کرنے والے لوگوں کی تکفیر کی ہے---

امام صاحب کے ہاں تکفیر کے شرعی احکام اور قواعد وضوابط:

امام صاحب نے تکفیر کے جو شرعی احکام اور قواعد وضوابط بیان کئے ہیں ان میں سے چند اہم ترین درج ذیل ہیں:

1۔ تکفیر کا حق، صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے پاس ہے:

امام صاحب کے نزدیک تکفیر، شرعی امور میں سے ایک حکم ہے جو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے اور دیگر تمام احکام شرعیہ کی طرح دلیلِ شرعی سے ہی ثابت ہوتا ہے، لہٰذا کسی مسلمان کو کافر قرار دینے کیلئے آدمی کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے کھلی اور روشن دلیل (یعنی قطعی نص) ہونی چاہئے جو احتمالات سے پاک ہو۔ اسی طرح کفر وفسق، عقلی کی بجائے شرعی احکام ہیں لہٰذا کافر وفاسق وہی ہے، واجب یا حرام وہی ہے اور مستحق ثواب یا عقاب بھی وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خود، کافر وفاسق یا واجب یا حرام یا مستحقِ ثواب یا عقاب، قرار دیا ہے اور جس چیز کی خبر اللہ اور رسولؐ نے دی ہو اس کی تصدیق بھی ضروری ہے۔[12]

2۔ مخالفت کی بنیاد پر تکفیر کرنا، ناجائز ہے:

امام صاحب کے نزدیک عقیدہ وعمل اور مذہب ومسلک (یا محض مخالفت) کی بنیاد پر فریق مخالف کی تکفیر کرنا جائز نہیں،

یہ نہ صرف غلط اصول ہے بلکہ ایسا کرنا تو خوارج وغیر ھم کا وطیرہ ہے۔خوارج کے برعکس، سیدنا علیؓ نے خوارج سے قتال کے باوجود ان کے مومنین ہونے کی تصریح فرمائی تھی کہ وہ خوارج، ان کی نظر میں نہ تو کفار تھے نہ ہی منافقین تھے بلکہ باغی مسلمان تھے۔نیز اگر کوئی کسی کے ساتھ برائی (جیسے قوم لوط والا عمل، شراب پلا کر قتل کرنا، اغلام بازی کرنا، کسی پر تہمت لگانا یا اس کی بیوی سے بدکاری کرنا وغیرہ) کرتا ہے تو دوسرے فریق کی یہ روش غلط ہوگی کہ مخالفت میں وہ بھی اس برائی یا اس جیسی کسی برائی کا ارتکاب کرے کیونکہ ایسا کرنا اللہ کے حق کی وجہ سے حرام ہے۔ تکفیر شرعی حکم ہے اس لئے انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مخالفین کا تعاقب بھی تکفیر سے ہی کرے، جیسے متذکرہ برائیاں، اللہ کے حق کی وجہ سے حرام ہیں اسی طرح تکفیر بھی اللہ کا حق ہے جس کی بدولت صرف وہی شخص تبھی کافر قرار پاتا ہے جب اسے خود اللہ یا اس کے رسول ﷺ کافر قرار دیں۔[13]

3۔ حکمِ تکفیر سے قبل قیام واتمامِ حجت اور ازالۂ شبہات ضروری ہے:

امام صاحب کے مطابق کسی غیر معین (یا معیّن) مسلمان کی تکفیر، محض اس کی کسی غلطی یا اس کے کسی قول، فعل اور اعتقاد کی بنیاد پر نہیں کی جائے گی یہاںتک کہ اس پر وہ نبویؐ حجت قائم نہ کردی جائے جس کا مخالفت کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے، اُس پر دلیل واضح نہ کردی جائے اور اس سے متعلقہ امور میں شبہات کو زائل نہ کر دیا جائے۔اور اسی طرح دینی امور سے نابلد جاہل شخص کی بھی تکفیر نہیں کی جائیگی۔ نیز جس کا اسلام یقین کے ساتھ ثابت ہے، وہ اس سے شک کے ساتھ زائل نہ ہوگا مگر حجت قائم کرنے اور شبہات زائل کرنے کے بعد۔ کیونکہ کفر کا حکم، بیان وتوضیح کے بعد ہی ہوتا ہے جبکہ خطاء اور بھول چوک دونوں اس امت سے اٹھا دیئے گئے ہیں۔بہت سارے لوگ قرآن کی تاویل میں خطا کر جاتے ہیں اور کتاب وسنت کے بہت سارے معانی سے جاہل ہوتے ہیں تو ایسی خطاء وجہالت پر تکفیر کا حکم یا فتویٰ لگانا جائز نہیں۔ نیز جو شخص مطلق طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے پاس وہ علم نہیں پہنچا جو اس کیلئے راہِ صواب (اصل ودرست راستہ) کو کھول کر واضح کردے، اس پر تب تک کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا جب تک اس پر وہ حجت قائم ہو جائے جس کی مخالفت کرنے والا کافر ہوتا ہے۔[14]

4۔آثارِ رسالت سے کم علمی، اہلِ علم کے نایاب ہونے اور غلبۂ جہالت کی وجہ سے تکفیر ممکن نہیں:

امام صاحب کے نزدیک وہ زمانے اور بلاد جن میں اہل علم کی قلّت ہو اور آثارِ رسالت سے کم علمی وجہالت کا غلبہ ہو، جس کی وجہ سے لوگ راہ راست کو جان پائیں نہ پہچان پائیں، تو وہاں کا عذر تکفیر نہ کرنے پر قبول کیا جائیگا۔ جیسے دنیاکے دور دراز کے وہ علاقے جہاں تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچ سکی، یا اگر وہاں پر اسلام پہنچا ہے تو مسلمان شرعی تعلیمات سے مکمل طور پر آگاہ نہیں، یا ایسے مسلمان ملک ہیں جہاں کم علمی وجہالت کی وجہ سے بہت سے غیر شرعی امور دیکھنے کو ملتے ہیں مثلاً انبیاء وصلحاء سے دعائیں مانگنا، قبور پرستی کرنا، میت کو یا اس کی جانب رخ کرکے سجدہ کرنا اور فوت شدگان سے کو پکارنا وغیرہ۔آپ ﷺ نے ان تمام امور سے منع فرمایا ہے اور یقینا یہ اس شرک میں سے ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، لیکن جہالت کے غلبے اور آثار رسالت سے کم علمی کی وجہ سے متاخرین میں سے بہت سے لوگوں کی تکفیر ممکن نہیں، کیونکہ ان لوگوں پر شرعی حکم لگانے سے قبل انہی اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانا ضروری ہے یہاں تک کہ ان کیلئے کھل کر واضح ہو جائے جو اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے، اس سے جو اس کے خلاف ہے۔ لہٰذا جس شخص پر علم وآگاہی سے قبل حجت قائم نہیں ہوئی اللہ اس کی بخشش فرمادیگا لیکن جس پر حجت قائم ہو گئی اس کی بخشش نہیں ہوگی (اور اس کی تکفیر جائز ہوگی)۔[15]

5۔ کفر، وہی ہے جسے عقل کی بجائے شریعت، کفر قرار دے:

امام صاحب کے نزدیک کفر صرف وہی ہے جسے شریعت کفر قرار دے، عقل کی بنیاد پر کس کی تکفیر کا فتویٰ یا حکم لگانا درست نہیں اور نہ ہی ایسے الفاظ کو بنیاد بنا کر کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا درست ہے جو الفاظ شریعت میں وارد ہی نہیں، جب تک خود شریعت سے وہ الفاظ ثابت نہ ہوں۔ ایسے الفاظ جن کی نصوص شرعیہ میں کوئی اصل موجود نہیں، جب تک ان کا موافقِ شرع ہونا واضح نہ ہو جائے، تو ان کے معانی کی بنیاد پر کسی شخص کی مدح وذم یا کسی چیز کے اثبات و نفی کو معلق کرنا بھی درست نہیں۔ اور وہ الفاظ جن سے نصوص شرعیہ متعارض (مخالف) ہوں، بھی انہی الفاظ کی قبیل سے ہیں[16] جن کی نصوص شرعیہ میں کوئی اصل موجود نہیں۔ جیسے جسم، حیز، جوہر، جہت اور عرض وغیرہ۔ تو جس طرح مدح وذم اور اثبات و نفی کی تعلیق جائز نہیں اسی طرح اپنے فریق مخالف کی تکفیر (محض ان الفاظ کی بنیاد پر عقلی طور پر کرنا) بھی جائز نہیں جب تک وہ فریق کوئی ایسا قول نہیں کہتا جس کا کفریہ ہونا شریعت نے خود واضح کیا ہو۔[17]

6۔ تکفیر میں اصولی اور فروعی مسائل کی کوئی تخصیص نہیں:

خوارج، معتزلہ، جہمیہ اور اشاعرہ کے برعکس جمہور کے ہاں تکفیر، اصولی (اعتقادی) اور فروعی (عملی) مسائل ومعاملات، ہر دو میں ہوتی ہے۔ نیز نصوصِ وعیدیہ عن التکفیر (یعنی ایسی نصوص، جن میں کسی کام یا فعل کے مرتکب کو کفر کی وعید سنائی گئی ہو) سے مراد تکفیر معین نہیں اور نہ ہی ہر مبتدع شخص کافر ہے۔ البتہ جمہور کے کلام میں یہ وضاحت موجود ہے کہ جو شخص یہ قول کہے یا اس فعل کا مرتکب ہو، تو وہ ضرور کفر کا مرتکب ہوگا، اور اس سے مراد مطلّقا تکفیر نہیں بلکہ تحذیر وترہیب ہے۔ اور یہ بھی لازم نہیں کہ اگر کوئی قول کفریہ ہوگا تو اس کا قائل بھی کافر ہو جائیگا یا مستحقِ تکفیر ہوگا، جبکہ وہ معذور ہو تو ضروری ہے کہ مکمل شرائط وضوابط ثابت ہونے کے بعد تکفیر کا فتویٰ دیا جائے۔[18]

امام صاحب، مبتدعین کی مطلق تکفیر کو خوارج، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کی عادت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب بات کفریہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے جہالت اور تاویل کے ساتھ وہ بات کہی ہے، اسے کافر کہا جائے، یقینا معین شخص کے حق میں کفر کا ثبوت، اس کے حق میں آخرت میں وعید کے ثبوت کی طرح ہے، اس کی کچھ شرائط اور موانع ہیں۔ اسی طرح وہ متأول جو اپنی تاویل کے ذریعے (عملی مسائل میں) اتباعِ رسولؐ کا مقصد رکھتا ہے، وہ اجتہاد میں غلطی کر بھی جائے تو اس کی تکفیر وتفسیق نہیں ہوگی جبکہ عقائد سے متعلقہ مسائل میں کسی مسلمان کی تکفیر کرنا کسی صحابی، تابعی اور ائمہ دین میں معروف نہیں ہے بلکہ یہ تو اہل بدعت خوارج، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کا قول وطریقہ ہے جو ایک بدعت ایجاد کرکے اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے ہیں۔[19]

7۔ دقیق ومشکل اور مخفی ووسیع مسائل میں عذر قابل قبول ہوگا:

امام صاحب کے نزدیک دقیق ومشکل اور مخفی ووسیع مسائل، خواہ وہ علمی مسائل ہی ہوں، کے معاملے میں علماء اور فضلاء کا عذر، قابل قبول ہے۔ اگر حالت جہالت میں شراب پینے جیسا جرم کرنیوالے کو اللہ معاف فرمادیتا ہے اس لئے کہ اس نے جس علاقہ میں پرورش پائی وہاں جہالت عام ہے اور وہ شخص اس بارے علم بھی حاصل نہیں کرتا، تو ایسا عالم وفاضل آیت: (رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا)[20] کے تحت اِس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اللہ اس کی حسنات قبول فرمائے، اجتہادات پر اجر دے

اور خطاؤں پر مؤاخذہ نہ کرے، جو صرف رسول اللہ صلعم کی متابعت میں مسائل علمیہ پر غور و فکر اور تدبر و تعقل کرتا ہے۔[21] لہٰذا عہد جدید میں علوم کی ترقی و ترویج کے دوران یہ ممکن نہیں ہے کہ فردِ واحد تمام علوم پر کماحقہ دسترس رکھتا ہو اور خود صحابہ کرامؓ کے مابین بھی کئی مسائل میں اختلاف تھا لیکن کسی مسئلہ میں اختلاف یا اپنی وسعتِ علمی کی بنیاد پر مطلقاً کسی عالم دین کی فوری تکفیر کرنا درست نہیں جب تک کہ شرائط تکفیر پوری نہ ہوں اور چونکہ مسئلہ تکفیر کا تعلق جید علماء وفضلاء سے ہے لہٰذا اس بارے میں ان کے عذر قابل قبول ہونگے۔

8۔ لاعلمی میں خطاء کا ارتکاب کرنا:

امام صاحب کے نزدیک لاعلمی میں خطاء کے مرتکب شخص کی تکفیر درست نہیں بلکہ اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے جس شخص نے بھی حق کا قصد وارادہ کرتے ہوئے اجتہاد کیا، پھر اس نے خطا کرلی تو اس کی تکفیر نہیں ہوگی بلکہ اس کی خطا معاف کردی جائے گی اور جس شخص کیلئے وہ چیز کھل کر واضح ہوگئی جو اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے ہیں اور اس نے اپنے لئے ہدایت کھل کر واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور مؤمنین کے راہ کے علاوہ کسی اور راہ کی پیروی کی، تو وہ کافر ہے اور جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور حق کی تلاش میں کوتاہی کی اور علم کے بغیر کلام کیا تو وہ نافرمان وگناہگار ہے، پھر کبھی وہ فاسق ہوتا ہے اور کبھی اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر راجح ہوتی ہیں۔ [22]

9۔ مختلف شخصیات کے احوال کو مدنظر رکھنا:

امام صاحب کے ہاں تکفیر، شخصیات کے احوال کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، ہر خطاکار مبتدع، جاہل اور گمراہ شخص کافر نہیں ہوتا، بلکہ عاصی و نافرمان بھی نہیں، خصوصاً خلق قرآن کے مسئلہ میں بہت سارے گروہوں کے ائمہ جو لوگوں کے ہاں علم اور دین میں مصروف تھے، انہوں نے اس میں غلطی کی ہے اور ان کی اکثریت حق کا قصد رکھتی تھی کہ وہ اس کی پیروی کریں اور ان سے ایک دوسری صورت مخفی رہ جاتی تھی جس کی وہ تحقیق نہ کرسکے، تو وہ اس لئے حق کے کچھ حصے کو پہچاننے والا اور بعض سے جاہل ہوتا بلکہ اس کا منکر ہوتا ہے۔[23] لہٰذا کسی ایک مسئلہ میں مختلف اشخاص کی صورتحال مختلف ہوسکتی ہے اس لئے تکفیر کا فتویٰ سب کیلئے یکساں نہیں ہوسکتا بلکہ ہر شخص کے احوال اور شخصیت کے مطابق فیصلہ اور حکم دیا جائیگا۔

10۔ حکم تکفیر سے قبل، کفر کی بنیاد اور اس کی مختلف شاخوں کو ملحوظ رکھنا:

امام صاحب کے نزدیک جیسے تمام طاعات، ایمان کے شعبے ہیں اسی طرح تمام معاصی، کفر کے شعبے ہیں، ایمان اور کفر دونوں کے شعبہ جات کی تقسیم قولی اور فعلی ہے، ایمان کے بعض شعبہ جات ایسے ہیں جن کے زوال سے ایمان مکمل زائل ہو جاتا ہے، کفر کے بھی ایسے ہی ہیں۔ لہٰذا مسائل تکفیر میں بالخصوص یہ مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ کس قسم کی معاصی کے مرتکب کو کافر یا غیر کافر قرار دیا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات کسی شخص کو مسلم کا نام دیا جاتا ہے حالانکہ اس میں ایمان کی شاخوں کے ساتھ کفر یا نفاق کی بھی کوئی شاخ ہوتی ہے۔ اور کبھی کوئی مسلمان ہوتا ہے مگر اس میں کفر اصغر کی شاخ موجود ہوتی ہے جو اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ کفر دون کفر (یعنی کفر علاوہ حقیقی کفر) بھی ہوتا ہے اور آیت: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [24] میں وہ کفر مراد ہے جو ملت اسلام سے خارج نہیں کرتا اور یہ کفر دون کفر، فسق دون فسق اور ظلم دون ظلم ہے۔[25] اسی اصل کی بنیاد پر بعض لوگوں میں کفر کی کوئی شاخ ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ایمان بھی ہوتا ہے، جیسے آپ ﷺ نے متعدد گناہوں پر "کفر" کا لفظ استعمال کیا ہے باوجودیکہ اس گناہگار کے پاس ایمان

ایک ذرے سے بھی زیادہ ہوتا ہے پھر بھی وہ ابدی جہنمی نہیں ہوتا۔ مثلاً صحیح بخاری کی ان احادیث (سباب المسلم فسوق وقتاله کفر) اور (لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض) اور خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اُن لوگوں کے بارے جو کسی کی گردن ناحق مارتے ہیں آپؐ کی جانب سے اس پر کافر کا نام بولا جانا اور ایسے فعل کو کفر قرار دینا، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: (وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا)[26] اس فرمان تک کہ: (اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ)[27] موجود ہے، یہ کھول کر بیان کر دیتا ہے کہ ایسے لوگ کلی طور پر خارج از ایمان نہیں، البتہ ان میں کفر کی ایک خصلت موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ کا قول بھی یہی ہے کہ اس سے مراد کفر دون کفر ہے۔ جس کی تائید آپؐ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ جس نے اپنے بھائی سے کہا: اے کافر! تو یہ ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ لوٹ آئے گا۔ آپ ﷺ نے بات کہتے وقت اس کو بھائی قرار دیا تھا اور یقیناً آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک اس کے ساتھ لوٹ آئے گا، اگر ان دونوں میں سے ایک کلی طور پر اسلام سے خارج ہو گیا تو وہ اس کا بھائی نہیں ہے بلکہ اس میں کفر موجود ہے۔[28]

11۔ ایمان میں کمی وزیادتی اور کفر وایمان کا اجتماع ممکن ہے:

امام صاحب کے نقطہ نظر کے مطابق خوارج، معتزلہ اور قدریہ وغیرھم کے برخلاف[29] اہل سنۃ والجماعۃ کے نزدیک کسی انسان میں کفر اور ایمان دونوں جمع ہو سکتے ہیں اور ایمان میں بھی کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے جیسے توحید کے ساتھ شرک، تقوی کے ساتھ فسق وفجور اور ایمان کے ساتھ نفاق اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بندہ اسلام کے ایک جزء یعنی شہادتین کو اختیار کرکے دائرہ اسلام میں آجاتا ہے جبکہ باقی شعبوں میں عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس کے اسلام میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بسااوقات بندے میں اسلام کا ایک جزء ہوتا ہے تو باقی اجزاء کفر کے ہوتے ہیں، تو کفر اور اسلام ایک آدمی میں جمع ہو سکتے ہیں اور یہ فیصلہ بعد میں کیا جاسکتا ہے کہ وہ مسلم ہے یا کافر؟ اور غور کیا جائے گا کہ یہ کفر کی انواع میں سے کون سا کفر ہے؟ کفر اکبر یا کفر اصغر؟ نیز احادیثِ رسول ﷺ کے مطابق بھی مسلمان میں ایمان اور نفاق جمع ہو سکتے ہیں، اسی لئے امام صاحب نے متعدد احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور بہت سارے سلف صالحینؒ نے اللہ تعالیٰ کے ان فرامین: (وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ)[30]، (فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ)[31] و (الظّٰلِمُوۡنَ)[32] (یعنی جس نے اللہ کے نازل کردہ دین کے ساتھ فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں، وہ فاسق ہیں اور ظالم ہیں) کے متعلق کہا ہے کہ ان سے مراد "کفر دون کفر؛ وفسق دون فسق وظلم دون ظلم" ہے۔ گویا ایک آدمی میں ایمان کے ساتھ کفر، فسق اور ظلم جمع ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا بایں وجہ عہد رسالت میں نفاق سے متہم لوگ ایک ہی نوع کے نہیں تھے، بلکہ ان میں محض منافق بھی تھے اور ایسے بھی تھے جن میں ایمان اور نفاق تھا اور وہ بھی تھے جن کا ایمان غالب تھا اور ان میں نفاق کا ایک شعبہ بھی تھا اور ان کے گناہوں کی کثرت ایمان کے ظہور کے حساب سے تھی اور جب ایمان مضبوط ہو گیا اور ایمان اور اس کی قوت تبوک والے سال ظاہر ہو گئی تو ان کے نفاق پر وہ سرزنش کی جاتی تھی جو اس سے پہلے نہیں کی جاتی تھی۔[33]

12۔ تکفیر معین پر غیر معارض دلیل اور اہل سنت کا اتفاق ہونا ضروری ہے:

امام صاحب کے نزدیک کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں میں سے کسی شخص کی تکفیر محض اُس کی خطاء یا غلطی کی وجہ سے کرے جب تک کہ اس کے خلاف (شرعی) حجت قائم نہ ہو جائے اور اس کے سامنے راہ راست واضح نہ ہو جائے۔ اور

جس شخص کا اسلام یقین کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے وہ اس سے شک کے ساتھ ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے خلاف (شرعی) حجت قائم ہونے اور شبہات کے ازالے کے بعد ہی شک زائل ہوتا ہے۔ لہٰذا تکفیر صرف اسی شخص کی ہوگی جس کی تکفیر پر اہل السنۃ والجماعۃ اتفاق کرلیں یا اس کے کفر پر کوئی ایسی دلیل اور حجت قائم ہو جائے جس کا کوئی معارض نہ ہو۔ ائمہ اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ کسی شخص کا کبیرہ گناہ بھی اسے اسلام سے خارج نہیں کرتا اور تکفیر صرف اسی شخص ہو گی جس پر سب کا اجماع واتفاق ہو یا اس کی تکفیر پر کتاب وسنت سے ایسی دلیل میسر وموجود ہو جس کا کوئی معارض ومقابل نہ ہو، نیز کسی دعوی یا الزام تراشی یا شک و شبہ کی بنیاد پر اس کا اسلام زائل یا ختم نہیں ہوگا۔[34]

13۔ "اصل" یقین کیساتھ ثابت ہو تو اس کا زوال بھی یقین ہی سے ہوگا:

رسول اکرم ﷺ کے فرمان (مَا مِنْ مَوْلُودٍ اِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ)[35] کے مطابق فطری وپیدائشی طور پر ہر شخص، مسلمان ہے جبکہ کسی کافر کا کفر عارضی واختیاری ہے لیکن اسلام وایمان دائمی ہے۔[36] لہٰذا شرعی اعتبار سے انسان کی جو اصل (یعنی اسلام)، ثابت اور مقرر ہے وہ یہی ہے کہ پیدائش تا وفات ہر انسان، مسلمان ہے۔ جب تک کسی انسان کا اپنی اصل سے ہٹنا ثابت نہ ہو تب تک وہ اپنی اصل حالت میں ہی باقی رہتا ہے یعنی وہ فطرت اسلام پر ہی قائم رہتا ہے۔ اور فقہی قاعدے "الاصل بقاء ما كان على ما كان حتى يثبت زواله" کے تحت بھی انسان کی اس فطرت کے زوال کی جب تک کوئی یقینی خبر موصول نہ ہو، وہ اپنی اصل فطرت پر برقرار رہتا ہے۔ بناء بریں کسی مسلمان کی تکفیر محض ظن وگمان، تأویل یا اجتہاد کی بنیاد پر نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس کا اسلام، یقین سے ثابت ہے لہٰذا شک سے زائل نہ ہوگا۔ کیونکہ جمہور متقدمین ومتاخرین کے نزدیک بھی " من ثبت إسلامه بيقين لم يزل ذلك عنه بالشك" کے تحت اتمام حجت اور ازالہ شبہات کے بغیر کسی مسلمان کی تکفیر نہیں ہو سکتی۔[37]

14۔ جہالت میں قول کفر کہنے پر تکفیر مطلق یا معین کا فرق ملحوظ رکھنا:

اگر ظاہری اور معلوم طور پر کسی قول، فعل یا اعتقاد کی نوعیت کفریہ محسوس ہو جبکہ اس کا مرتکب شخص اپنی کم مائیگی کی وجہ سے معلوم نہ کر پائے کہ یہ کفر ہے تو مفتی کیلئے تکفیر مطلق اور معین کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی کا خون، ناحق نہ بہے۔ کیونکہ تکفیر مطلق تو ہر داعی کرتا ہے لیکن معین تکفیر سے بڑے بڑے علماء احتیاط برتتے ہیں (کیونکہ اس سے قبل اتمام حجت لازمی ہے)۔ لہٰذا بوجہ جہالت بعض لوگ بات کو تکفیر مطلق سے شروع کرتے ہیں اور پھر تکفیر کا حکم معین شخص پر عائد کرتے ہیں۔ امام صاحب کے نزدیک اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ بسا اوقات قول کفر، یہ ہوتا ہے جیسے جہمیہ کے اقوال، کہ بے شک اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرتا اور آخرت میں دکھائی نہیں دے گا، لیکن بعض لوگوں پر یہ بات مخفی رہتی ہے کہ یہ قول کفر ہے تو قائل کی مطلق تکفیر کی جاتی ہے، جیسا کہ سلف صالحین کہتے تھے کہ جس نے کہا قرآن مخلوق ہے، وہ کافر ہے اور جس نے کہا کہ بلاشبہ آخرت میں اللہ کی رؤیت نہیں ہوگی، وہ کافر ہے۔ جبکہ کسی معین شخص کی تب تک تکفیر نہ ہوگی جب تک اس پر حجت قائم نہیں ہو جاتی۔[38]

15۔ تکفیر کا حکم، باطن کی بجائے ظاہر پر لگایا جائیگا:

اسلامی قانون کے مطابق لوگوں کے قول وعمل اور معاملات کا فیصلہ، ظاہر کی بنیاد پر ہی کیا جاتا ہے جیسے سیدنا اسامہ بن زیدؓ

نے مغلوب کافر کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا تو رسول اکرم ﷺ نے اظہار ناراضگی فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ بظاہر کلمہ پڑھ چکا تھا خواہ تلوار کے خوف سے یا حقانیت اسلام کو جان کر، لہٰذا اس کے ظاہر کو قبول کرتے ہوئے اس کے اسلام کو ثابت کیا گیا تبھی تو آپ ﷺ نے اس قتل پر اظہار ناپسندیدگی کیا۔ اسی طرح بذریعہ وحی منافقین کی اصلیت جاننے کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے ظاہری ایمان کو قبول کیا اور ان کو قتل نہیں کیا۔ عہد نبویؐ، عہد خلفائے راشدینؓ اور عہد صحابہ کرامؓ میں یہود ونصاری کے قبرستانوں سے الگ تھلگ جو قبرستان مسلمانوں کیلئے مخصوص تھا اسی میں بباطن منافق ہونے کے باوجود اظہار ایمان کرنے والے منافقین کو دفن کیا جاتا تھا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کرتے تھے۔ کیونکہ جس شخص کا نفاق ظاہر اور معلوم ہو جائے تو اس کے ظاہر پر فیصلہ کرتے ہوئے نص قرآنی کے مطابق اس کیلئے دعا اور جنازہ جائز نہیں اور جس کا نفاق ظاہر نہ ہو، اللہ کے ہاں جہنم کے نچلے طبقے ودرجے میں ہونے کے باوجود بھی اس کے ظاہری اسلام کو قبول کرکے اسے مسلمان تسلیم کیا جائیگا۔ لہٰذا معلوم ہوگیا کہ احکام اسلام کے مطابق فیصلہ ظاہری حالت پر دیا جاتا ہے اور دنیاوی احکام بھی ظاہر پر ہی چلتے ہیں۔ اگر کسی منافق کے بارے ظاہر اور واضح ہو جائے کہ وہ شرعی واجبات کو ترک کر چکا ہے یا محرمات کا ارتکاب کر رہا ہے تو ہی اس کی تکفیر اور سزا ممکن ہے ورنہ اسے ظاہر حجت کے بغیر سزا نہیں دی جا سکتی۔[39]

امام صاحب کا اہل قبلہ کی عدم تکفیر کا دعوی:

امام صاحب نے اہل قبلہ یعنی مسلمانوں میں سے کسی کی ناحق تکفیر کبھی نہیں کی، بلکہ آپ اس سے بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ میں خود اور جو لوگ میرے ہم مجلس ہیں وہ بھی، میرے بارے میں یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں تمام لوگوں سے بڑھ کر کسی معین شخص کی تکفیر وتفسیق اور اس کی طرف معصیت کی نسبت سے گریز واحتراز کرنے والا شخص ہوں۔ میں تبھی ایسا کرتا ہوں جب معلوم ہو جاتا ہے کہ واقعی فلاں شخص کے خلاف ایسی نبوی حجت قائم ہو چکی ہے جس کے خلاف جانیوالا کبھی کافر ہو جاتا ہے، کبھی فاسق اور کبھی عاصی قرار پاتا ہے۔ اور بلاشبہ میں اس بات کو بھی برقرار رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خطاؤں کو معاف فرما دیا ہے اور یہ معافی زبانی خبری مسائل اور عملی مسائل کے لئے عام ہے، اور سلف ہمیشہ سے ان بہت سارے مسائل میں اختلاف کرتے چلے آ رہے ہیں، اور ان میں سے کبھی کسی نے کسی دوسرے کی تکفیر کی نہ تفسیق اور نہ ہی ایک دوسرے پر معصیت ونافرمانی کا فتویٰ لگایا۔[40]

امام صاحب نے عملی طور پر بھی ایک مرتبہ بعض اعتقادی فرقوں کے علماء، قضاۃ، فقہاء، شیوخ اور امراء سے خطاب میں اُنہیں مخاطب کیا کہ میں، حلولیہ میں سے جہمیہ اور وہ لوگ جو اللہ کے عرش پر ہونے کی نفی کرتے ہیں، ان کو کہتا ہوں کہ اگر میں تمہاری موافقت کروں تو کافر ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا قول کفر ہے اور تم میرے نزدیک کافر نہیں ہو اس لئے کہ تم لوگ جاہل ہو۔[41] نیز کسی مسلمان کی تکفیر کے بارے جو فیصلہ امام صاحب کا ہے وہی فیصلہ امام ذہبیؒ اور امام ابوالحسن الاشعریؒ کا ہے۔ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد امام ابن تیمیہؒ اپنی وفات سے قبل فرماتے تھے کہ: لاَ أُكفر أَحداً مِنَ الأُمَّة، وَيَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يُحَافِظُ عَلى الْوضُوء إِلاَّ مُؤْمِنٌ ۔42 فَمَنْ لاَزَمَ الصَّلَوَاتِ بوضوءٍ فَهُوَ مُسْلِم۔[43]، یعنی میں امت میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا اور کہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”وضو کی حفاظت مومن کے علاوہ کوئی نہیں کرتا“ تو جس نے وضو کے ساتھ نمازوں کو لازم کر لیا وہ مسلمان ہے۔

آیاتِ تحکیم اور تکفیرِ حکّام پر امام صاحب کا مؤقف:

امام صاحب نے آیات تحکیم کے تحت تکفیرِ حکّام کے ضمن میں متعدد علمائے سلف اور خصوصا سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے لکھا کہ ہے کہ ان آیات (تحکیم) میں کفر، ظلم اور فسق سے مراد کفر حقیقی نہیں بلکہ کفر اصغر ہے۔ یعنی یہاں وہ کفر مراد نہیں جو ایک مسلمان کو ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ ﷺ سے خارج کرنے والا ہے، البتہ بعض قرائن یا احوال ایسے ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے کوئی شخص کفر اکبر تک پہنچ جائے۔ اسی طرح عبداللہ بن عباسؓ اور کئی علمائے سلف کا قرآن مجید کی اس آیت (آیات تحکیم) کی بابت قول ہے کہ ان (آیات میں کفر) سے مراد کفر علاوہ کفر (حقیقی)، فسق علاوہ فسق (حقیقی) اور ظلم علاوہ ظلم (حقیقی) ہے۔ اور یہ بات امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ اور ان کے علاوہ (محدثین) نے بھی بیان کی ہے نیز سیدنا ابن عباسؓ نے آیت تحکیم میں موجود لفظ "کفر" کی بابت استفسار پر جواب دیا: كُفْرٌ لَا يَنْقُلُ عَنْ الْمِلَّةِ مِثْلَ الْإِيمَانِ بَعْضُهُ دُونَ بَعْضٍ۔۔۔ یعنی اس کفر سے مراد ایسا کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا، جیسے ایمان کا بعض حصہ بعض سے (اس کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے)۔[44]

امام صاحب کے ہاں اہل قبلہ کی تکفیر سے احتیاط برتنا:

امام صاحب لکھتے ہیں کہ سلف، کسی کلمہ گو کی تکفیر سے احتراز کرتے تھے اور حکم لگانے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور خود اپنی تکفیر کرنے والے (یعنی خوارج) کی بھی تکفیر نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو کافر کہنے کی بجائے اپنے باغی بھائی کہتے تھے۔ جیسے سیدنا علیؓ نے نصِ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے خوارج سے قتال کیا اور اس قتال پر خوشی کا اظہار بھی کیا اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے اس امر پر ان سے اختلاف نہیں کیا۔ لیکن جنگ صفین میں قتال اور اس کے بعد کے احوال پر آپ نے اظہار کراہیت وافسوس کیا اور اہل جمل وغیرھم کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے ان بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت (سرکشی) کی، تلوار نے انہیں پاک کیا (پھر) آپ نے دونوں جماعتوں کے مقتولین شہداء کی نماز جنازہ ادا کی۔[45] اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ "ان من قال القرآن مخلوق فھو کافر۔"[46] یعنی جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ لازما کافر ہے۔ جبکہ مامون (جو اس وقت حاکم تھا) کہتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے اور وہ لوگوں کو اس عقیدے کی دعوت وترغیب بھی دیتا رہتا تھا۔ اس کے باوجود امام احمدؒ اسے امیر المؤمنین کہتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ قرآن کا مخلوق ماننا اس کی نسبت سے بواح اور صریح نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ وہ کفر، کفرِ صریح ہو جو تاویل کا احتمال نہ رکھتا ہو، اگر تاویل کا احتمال موجود ہو تو ہمارے لئے ان کے ساتھ جھگڑا کرنا حلال نہیں ہے۔[47]

یوں امام صاحب کے نزدیک تکفیر ایک دائمی حکم ہے جس کے دنیاوی واخروی اثرات ونتائج بھی موجود ہیں لہٰذا تکفیر سے احتیاط کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ تکفیر ایسا شرعی حکم ہے جو محکوم علیہ کے خون کے حلال ہونے، اس کے مال کے مباح ہونے اور اس کے دائمی دوزخی ہونے پر مبنی ہے۔ اسی طرح تکفیر یا تفسیق جیسے مسائل ایسے اسماء واحکام[48] سے تعلق رکھتے ہیں جو اخروی زندگی میں وعد وعید پر مبنی ہیں اور دنیاوی زندگی میں دوستی ودشمنی اور قتل وتحفظ وغیرہ پر مبنی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر جنت واجب کی ہے اور کافروں پر جنت حرام کی ہے اور تکفیر وتفسیق کے (یہ) تمام تر احکام، ہر زمانے اور ہر مقام کیلئے (یکساں) ہیں۔[49]

نتائج وخلاصہ بحث:

امام ابن تیمیہؒ کے افکار و نظریات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہالت، جبر واکراہ، خطاء وغلطی، عدم بلوغ، عقل میں خلل وعذر اور تأویل فاسد کی بنیاد پر کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی جاسکتی۔ تکفیر چونکہ اللہ ورسول ﷺ کا حق ہے لہٰذا اس کیلئے عقلی کی بجائے شرعی دلیل کتاب وسنت سے درکار ہے۔ محض مخالفت کی بنیاد پر فریق مخالف کی تکفیر کرنا، یا کسی کا شک وشبہ دور کرنے، اس پر اتمام حجت کرنے اور اس کی جہالت دور کئے بناہی تکفیر کا فتویٰ لگانا بھی جائز نہیں۔ تکفیر میں اصولی وفروعی مسائل کی کوئی تخصیص نہیں اور دقیق، مشکل اور وسیع مسائل میں فوری تکفیر کا فتویٰ لگانے کی بجائے عذر قبول کرنا ضروری ہے۔ مسائل تکفیر میں مختلف شخصیات کے احوال کو مد نظر رکھ کر ہی حکم لگایا جاسکتا ہے کیونکہ سبھی پر ایک جیسا حکم لگانا درست نہیں۔ تکفیر کا حکم ظاہر پر لگتا ہے، اصل کا زوال یقین کے ساتھ ہوتا ہے اور کسی شخص میں ایمان وکفر دونوں بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں۔ امام صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی، آیاتِ تحکیم میں کفر سے مراد حقیقی کفر نہیں بلکہ کفر دون کفر ہے اور مسلمان حکمرانوں کی تکفیر اور ان سے بغاوت وخروج کی روش درست نہیں۔

مسئلہ تکفیر پر امام صاحب کے افکار و نظریات کے مطالعہ اور امام صاحب کی اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے حوالے سے احتیاط اور ذاتی مؤقف وعمل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ایک مسلمان کی تکفیر کرنا کس قدر مشکل، محتاط اور حساس معاملہ ہے جبکہ ماضی قریب اور معاصر جدید جہادی تحریکیں مسلمان کی تکفیر کے فتاویٰ برسرِ عام بانٹ رہی ہیں اور قتل وغارتگری اور دہشت گردی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ یہ تحریکیں تکفیرِ مسلم کے حوالے سے جس ایجنڈے پر قائم ہیں اُس کا امام صاحب کے تصور تکفیر سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تحریکیں، اس ضمن میں امام صاحب کے فتاویٰ کا غلط وبے محل استعمال کرتی ہیں اور اُن فتاویٰ میں تحریف کی مرتکب ہیں۔ نیز امام صاحب نے آیاتِ تحکیم اور تکفیرِ حکام کے حوالے سے جو مؤقف پیش کیا ہے وہ ان جہادی تحریکوں سے یکسر مختلف ہے۔ لہٰذا موجودہ تکفیر وتشدد پسند جہادی فکر کے تناظر وپس منظر میں فکر ابن تیمیہ کی موجودگی کا دعویٰ درست نہیں ہے اور نہ ہی امام صاحب ایسی تحریکوں کے فکری رہنما اور روحانی باپ ہیں۔ آپ کے یہ فتاویٰ صدیوں سے آپ کی تصانیف کا حصہ ہیں اور نامور اہل علم وفن دنیا سے ہو گزرے ہیں مگر کسی نے ان فتاویٰ کا غلط وبے محل استعمال نہیں کیا اور اپنی پر تشدد کاروائیوں کیلئے دلیل وسند نہیں بنایا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] الجبرین، عبداللہ بن عبدالعزیز بن حمادۃ، مختصر تسہیل العقیدۃ الاسلامیۃ، مکتبۃ الرشد، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الثانیۃ: 1424ھ، ص: 68

Al Jabrayn, 'Abdullāh bin 'Abd al 'AziẒ, Mukhtāsar al 'AqiḌah al Islāmiyyah, (Nāshir: Maktabah al Rushd al Riyāḍ, 1424ah), P:68

[2] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، ابو العباس، مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، مجمع الملک فہد الوطنیۃ، مدینہ منورہ، سعودی عرب، 1416ھ/1995ء ، ج: 1، ص: 106؛ ایضا: ج: 17، ص: 78؛ ایضا: ج: 13، ص: 126؛ قلعہ جی، محمد رواس، الدکتور، موسوعۃ فقہ ابن تیمیۃ، دار النفائس، بیروت لبنان، الطبعۃ الثانیۃ: 1422ھ/ 2001ء، ج: 2، ص: 1151

Ibn Taymiyah, Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm, Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, (Nāshir: Majma' al Malik Fahad al Waṭaniyyah, 1416ah), Vol:1, P:106

[3] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، ابو العباس، بغیۃ المرتاد فی الرد علی المتفلسفۃ والقرامطۃ والباطنیۃ، بتحقیق: موسیٰ سلیمان الدویش، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الاولیٰ: 1408ھ، ص: 345

Ibn Taymiyah, Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm, Baghya al Murtād Fī al Rad 'Alā al Mutafallisah wal QarāmiṭAḥmad wal Bāṭiniyyah, 1408ah), P:345

[4] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، ج: 14، ص: 118، امام صاحب کا یہ قول احکام خمر اور اس کے متعلقات کی بحث سے اخذ کیا گیا ہے۔

Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:14, P:118

[5] ایضا: ج: 11، ص: 405-406

Ibid, 11, PP:405,406

[6] ربانی، مبشر احمد، مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط، دار الاندلس، لیک روڈ، چوبرجی چوک لاہور، صفحہ: 167-168

Rabbānī, Mubashshir Aḥmad, Mas,lah Takfīr awar us kay ,Usūl wa Ḍawābiṭ, (Nāshir: Dār al Undlus, Lahur), PP:167,168

[7] النحل، الآیۃ: 106

Al Naḥl Al Āyah: 106

[8] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، ابو العباس، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، دار ابن حزم، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولیٰ: 1417ھ، صفحہ: 517

Ibn Taymiyah, Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm, Al sārim al Maslūl 'Alā Shātim al Rasūl, (Nāshir: Dār Ibn Ḥazam Beirūt 1417ah), P:517

[9] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، ج: 3، ص: 229

Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:3, P:229

[10] ایضا: ج: 20، ص: 59

Ibid, Vol:20, P:59

[11] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، ابو العباس، منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ، بتحقیق: محمد رشاد سالم، مؤسسۃ قرطبۃ، مصر، الطبعۃ الاولیٰ: 1406ھ، ج: 5، ص: 123

Ibn Taymiyah, Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm, Minhāj al Sunnah al Nabawiyyah Fī Naqḍi Kalām al Shī'Aḥmad wal Qadariyyah, (Nāshir: Mo'assasah Qurṭbah, 1406ah), Vol:5, P:123

[12] ایضا: ج: 5، ص 42؛ المشعبی، عبدالمجید بن سالم بن عبداللہ، الدکتور، منہج ابن تیمیۃ فی مسألۃ التکفیر، مکتبۃ اضواء السلف، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الاولیٰ: 1418ھ/ 1997ء، ج: 1، ص: 37؛ مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط، صفحہ: 185-186؛ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، ج: 5، ص: 554-555

Ibid, Vol:5, P:42 / Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:5, PP:554,555 / Mas,lah Takfīr awar us kay ,Usūl wa Ḍawābiṭ, PP:185,186

[13] منهاج السنة النبوية فی نقض کلام الشيعة والقدرية، ج: 5، ص: 125-126؛ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، ابوالعباس، الرد علی البکری (تلخیص کتاب الاستغاثۃ)، بتحقیق: محمد علی عجال، مکتبہ الغرباء الاثریۃ، مدینہ منورہ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الاولیٰ: 1417ھ، ج: 2، ص: 492

Minhāj al Sunnah al Nabawiyyah Fī Naqḍi Kalām al Shī'Aḥmad wal Qadariyyah, Vol:5, PP:125,126 / Ibn Taymiyah, Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm, Al Rad 'Alā al Bakarī (Talkhīṣ Kitāb al Istighāthah), (Nāshir: Maktabah al gurabā, al ,athariyyah, Madīnah Munawwarah, 1417ah), Vol:2, P;492

[14] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 12، ص: 466؛ ص: 500-501 : 523-524؛ الرد علی البکری (تلخیص کتاب الاستغاثۃ)، ج: 2، ص: 492

Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:12, P:466, 500,501 / Al Rad 'Alā al Bakarī (Talkhīṣ Kitāb al Istighāthah), Vol: 2, P:492

[15] الرد علی البکری (تلخیص کتاب الاستغاثۃ)، ج: 2، ص: 731؛ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 11، ص: 406؛ ج: 7، ص: 538، 610؛ ج: 22، ص: 102؛ ج: 1، ص: 113؛ ج: 33، ص: 108؛ ج: 29، ص: 293، 325؛ ج: 32، ص: 135؛ ج: 35، ص: 165؛ ج: 2، ص: 731؛ ج: 3، ص: 354

Al Rad 'Alā al Bakarī (Talkhīṣ Kitāb al Istighāthah, Vol:2, P:731/ Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:11, P:406

[16] یعنی نصوص سے متعارض الفاظ کی شریعت میں اگر اصل ہی موجود نہیں تو پھر ان کو بنیاد پر کسی کی مدح ومذمت یا نفی واثبات درست نہیں۔ جب جسم، حیز، جوہر، جہت اور عرض وغیرہ جیسے الفاظ شریعت میں مذکور نہیں تو ان جیسے الفاظ کے ساتھ شریعت کی معارضت ومخالفت کرنیوالے شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مخالف کو کافر قرار دے جب تک خود شریعت سے یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ اس فلاں شخص کا قول، کفریہ قول ہے یا کفر کو مستلزم ہے۔

[17] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین، ابوالعباس، درء تعارض العقل والنقل (موافقة صحيح المنقول لصريح المعقول)، بتحقیق: محمد رشاد سالم، دار الکنوز الادبیۃ، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 1391ھ، ج: 1، ص: 164؛ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 17، ص: 78

Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:17, P:78

[18] مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط، صفحہ: 242-243

Mas,lah Takfīr awar us kay ,Usūl wa Ḍawābiṭ, PP:242,243

[19] منهاج السنة النبوية فی نقض کلام الشيعة والقدرية، ج: 5، ص: 123؛ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 3، ص: 354؛ مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط، صفحہ: 244

Minhāj al Sunnah al Nabawiyyah Fī Naqḍi Kalām al Shī'Aḥmad wal Qadariyyah, Vol:5, P;123 / Majmū' Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:3, P:354 / Mas,lah Takfīr awar us kay ,Usūl wa Ḍawābiṭ, P:244

[20] البقرۃ، الآیۃ: 286

AlBaqarah, Al Āyah: 286

[21] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 20، ص: 165-166
Majmū῾ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:20, PP:165,166

[22] ایضا: ج: 12، ص: 180

Ibid, Vol:12, P;180

[23] ایضا: ج: 12، ص: 180

Ibid, Vol:12, P;180

[24] المائدۃ، الآیۃ: 44

Al Mā,idah, Al Āyah, 44

[25] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 7، ص: 350-351؛ مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط، صفحہ: 280-281
Majmū῾ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:7, PP:350,351 / Mas,lah Takfīr awar us kay ,Usūl wa Ḍawābiṭ, PP:280,281

[26] الحجرات، الآیۃ: 9

Al Ḥujurāt, al Āyah: 9

[27] الحجرات، الآیۃ: 10

Al Ḥujurāt, al Āyah: 10

[28] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 7، ص: 355
Majmū῾ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:7, P:355

[29] ان کے بقول ایمان ایک ایسی چیز کا نام ہے کہ اگر اس میں سے کوئی بھی چیز زائل ہو جائے تو ایمان مکمل زائل ہو جائے گا، اس لئے کبیرہ گناہوں کے مرتکب کے بارے انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ اس میں ایمان بالکل ختم ہو گیا ہے لہٰذا وہ دائمی دوزخی ہے۔

[30] المائدۃ، الآیۃ: 44

Al Mā,idah, Al Āyah, 44

[31] ایضا، الآیۃ: 47

Ibid, Al Āyah: 47

[32] ایضا، الآیۃ: 45

Ibid, Al Āyah: 45

[33] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 7، ص: 520-523؛ مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط، صفحہ: 299
Majmū῾ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:7, PP:520-523 / Mas,lah Takfīr awar us kay ,Usūl wa Ḍawābiṭ, P:299

[34] ایضا: ج: 12، ص: 466،501؛ ایضا: ص: 303-304

Ibid, Vol:12, PP:466-501

[35] البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح البخاری، دار ابن کثیر، دار الیمامۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الثالثۃ: 1407ھ/1987ء، کتاب الجنائز، باب اذا اسلام الصبی فمات ھل یصلی علیہ، رقم الحدیث: 1292، عن ابی ھریرۃؓ (ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو اس کے والدین (اپنے ذاتی اختیار کردہ مذہب کے مطابق) اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں)۔
Al Bukhārī, Muḥmmad bin Ismā῾īl, Ṣaḥī al Bukhārī, (Nāshir: Dār Ibn Kathīr, Beirūt, 1407ah), Ḥadīth No: 1292

[36] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، ج: 4، ص: 245-247؛ الفتاویٰ الکبریٰ، ج: 5، ص: 83
Majmū῾ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:4, PP:245-27

[37] ایضا: ج: 12، ص: 466، 501؛ ابن القیم، محمد بن ابی بکر بن ایوب، شمس الدین، ابو بکر، المعروف حافظ ابن القیم الجوزیہؒ، إعلام الموقعین عن رب العالمین، بتحقیق: طہ عبدالرؤف سعد، دارالجیل، بیروت لبنان، 1973ء، ج: 4، ص: 247

Ibid, Vol:12, PP:466,501

[38] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، ج: 7، ص: 619

Majmū΄ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:7, P:619

[39] ایضا: ج: 7، ص: 216، 620؛ ج: 6، ص: 190-191

Ibid, Vol:7, PP:621,621/ Vol:6, PP:1901,191

[40] ایضا: ج: 3، ص: 229، 282-283

Ibid, Vol:3, PP:229/ 282,283

[41] الرد علی البکری (تلخیص کتاب الاستغاثۃ)، ج: 2، ص: 494

Al Rad ΄Alā al Bakarī (Talkhīṣ Kitāb al Istighāthah), Vol:2, P:494

[42] ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، التمیمی البستی، ابو حاتم، صحیح ابن حبان، بتحقیق و تعلیق: محمد شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الثانیۃ: 1414ھ 1993ء، کتاب الطھارۃ، باب ذکر اثبات الایمان للمحافظ علی الوضوء، رقم الحدیث: 1037، عن ثوبانؓ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)، صحیح

Ibn Ḥibbān Muḥmmad bin Ḥibbān bin Aḥmad, Ṣaḥiḥ ibn Ḥibbān, (Nāshir: Mo΄assasah al Risālah, 1414ah), Ḥadīth No:1037

[43] الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الثالثۃ: 1405ھ 1985ء، ج: 15، ص: 88

Al Dhabī, Muḥmmad bin Aḥmad, Siyar A΄lām al Nubalā,, (Nāshir: Mo΄assasah al Risālah, 1405ah), Vol:15, P:88

[44] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 7، ص: 522، 254

Majmū΄ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:7, PP:254/522

[45] ایضا: ج: 28، ص: 516 (یعنی آپ نے ان کی تکفیر نہیں کی بلکہ انہیں آمادہ بر بغاوت مسلمان ہی قرار دیا)۔

Ibid, Vol:28, P:566

[46] ایضا: ج: 12، ص: 487-489؛ ج: 23، ص: 348-349

Ibid, Vol: 12, PP:487-489

[47] ایضا

[48] یعنی کسی کو شرعی اصطلاحی نام دیکر اس سے متعلقہ حکم اس پر لگانا، جیسے کسی کو مؤمن قرار دیکر مومن والا حکم لگانا اور کافر قرار دیکر کافر والا حکم لگانا وغیرہ۔

[49] بغیۃ المرتاد فی الرد علی المتفلسفۃ والقرامطۃ والباطنیۃ، صفحہ: 345؛ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، ج: 12، ص: 468

Majmū΄ Fatāwā Shaykh al Islām Aḥmad bin Taymiyah, Vol:12, P:468